گھوڑے کے گوشت کا حکم

تحریر: مفتی محمد خان قادری

بانی وسرپرست جامعہ اسلامیہ لاہور

امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہا اللہ کتاب وسنت کی روشنی میں گھوڑے کے گوشت کی ممانعت اور حرمت کے قائل ہیں اور دیگر ائمہ امام شافعی واحمد رحمہا اللہ اس کے جواز اور اباحت کی طرف گئے ہیں۔ ہم دونوں کے دلائل لاکر واضح کریں گے کہ ان میں سے مختار قول کس کا ہے؟

قرآن مجید سے استدلال

امام اعظم اور امام مالک نے اس مسئلہ پر قرآن مجید سے یوں استدلال کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

(سورۂ نحل: ۸)

اور چوپائے پیدا کیے ان میں تمہارے لئے گرم لباس اور منفعتیں ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو اور تمہارا ان میں تجمل ہے جب انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ اُٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ اس تک نہ پہنچتے مگر ادھ مرے ہو کر بے شک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہوں اور زینت کے لئے اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں۔

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

اور دوسرے مقام پر چوپاؤں کے بارے میں فرمایا:

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ (سورۃ المومن:۷۹)

اللہ ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے بنائے کہ کسی پر سوار ہوں اور کسی کا گوشت کھاؤ۔

ان آیات سے استدلال ان وجوہات سے کیا گیا:

پہلی وجہ: اس میں لام علت بتا رہا ہے کہ گھوڑے اور جس چیز کا اس پر عطف ہے۔ان کی تخلیق اس کے علاوہ کے لئے نہیں، کیونکہ علت حصر کا فائدہ دے رہی ہے تو ان کے کھانے کو مباح قرار دینا آیت کے ظاہر کے خلاف ہے اور ظاہر نص کا حجت ہونا صحیح خبر واحد سے اولیٰ اور بڑھ کر ہوتا ہے۔

دوسری وجہ: **بغال** (خچر) اور "**حمیر**" (گدھے) کا "**خیل**" (گھوڑے) پر عطف بتا رہا ہے کہ وہ ان دونوں کے ساتھ حکم تحریم میں شریک ہے، جنہوں نے اس کا حکم الگ بیان کیا ہے وہ دلیل لائیں کہ عطف کے باوجود انہوں نے کس بنیاد پر دو کی تحریم اور ایک کی حلر کا حکم لگایا ہے۔

تیسری وجہ: آیت مبارکہ احسان کے بیان کے لئے لائی گئی ہے اگر کھانا ان کا نفع ہوتا تو اس کا احسان جتلانا بڑا تھا اور حکیم ذات کم نعمت سوار ہونا اور زینت کا احسان نہ جتلاتی اور اس سے بڑے احسان کو نہ چھوڑتی۔خصوصاً جبکہ پہلی آیات میں کھانے کا احسان "**وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ**" کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔

ان کے جوابات کا رد:۔

پہلی دلیل کا رد: پہلے کا جواب یہ دیا گیا کہ سورۂ نحل بالاتفاق مکی سورۃ ہے۔اگر آپ ﷺ اس سے ممانعت سمجھتے تو خیبر کے دن کھانے کی اجازت نہ دیتے جبکہ وہ واقعہ ۷ ہجری کا ہے۔اس کا رد اور جواب یہ ہے کہ رخصت کا محل شدید بھوک کی مجبوری ہے جیسے فرمان الٰہی ہے:

اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ (سورۃ الانعام:۱۱۹)

مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو۔

یہ اجازت اس بارے میں ہے جو بطور نص ممنوع ہے تو اب اس کی اجازت دینا اس سے ممانعت کے فہم سے منافی نہیں کیونکہ اجازت دینے سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اس سے قبل ممانعت وارد تھی۔رہا ان کا ازات دینے کا معاملہ تو اس کا اضطرار تھا جیسا کہ سطور بالا میں بیان کیا گیا ہے۔یہ دعویٰ بھی کیا گیا ہے کہ سورۂ نحل کی آیت منع میں نص نہیں اور حدیث اسماء جواز میں صریح

ہے۔لہذا اصرح کو محتمل پر تقدیم حاصل ہوگی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آیت سے متبادر ممانعت ہے اور یہ اُصول کے مطابق استدلال کے لئے کافی ہے اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلع ہونے پر کوئی تصریح نہیں بلکہ ممکن ہے کہ وہ صحابہ کے اجتہاد سے ہو اور یہ دعویٰ کہ لام اگرچہ علت کے لئے ہے لیکن سواری اور زینت میں حصر کا فائدہ نہیں دیتا۔ کیونکہ ان دونوں کے کھانے کے علاوہ بھی بالاتفاق غیر سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے جیسے کہ بوجھ کا لادنا اور چکی چلانا۔ سواری اور زینت کا ذکر تو گھوڑے سے بطور اغلب ذکر کیا گیا ہے۔

جواب: ان دونوں میں کھانے کے علاوہ گھوڑے کے غیر میں حصر کا معنیٰ اضافی ہے جو اس سے نفع حاصل کرنے کے منافی نہیں اور اس کے منافی ہونے پر دلیل اجماع ہے۔

دوسری دلیل کا رد:۔

بغال، اور "**حمیر**" کا عطف دلالت اقترانی کہلاتا ہے جو ضعیف ہے۔

جواب: ہم نے صرف اس دلالت سے استدلال نہیں کیا بلکہ اس خبر سے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے سواری اور زینت کے لئے پیدا کیا اور چوپاؤں کا کھانے کا احسان اس سے کم درجہ رکھتا ہے۔

تیسری دلیل کا رد:۔

احسان جتلانے سے مقصد اس غالب کا ہے جس سے وہ نفع پاتے تھے تو ان کو معروف ومعمول کے ساتھ خطاب کیا گیا اور وہ اپنے شہروں میں گھوڑے کی عزت کی وجہ سے اس کا کھانا جانتے نہ تھے۔ بخلاف دیگر چوپایوں کے تو اکثر نفع ان کا بوجھ اُٹھانا اور کھانا تھا۔ لہذا دونوں اقسام میں احسان کا حصر اس میں کر دیا جس سے نفع اغلب تھا۔ اب اگر سواری اور زینت میں حصر ہے تو کوئی ضرر نہیں۔

جواب:۔ یہ ممنوع ہے اور اس کی سند یہ ہے کہ مقصود اغلب احسان جتلانے پر کوئی دلیل نہیں اور نہ ہی سواری اور زینت میں حصر کی مشقت ہے بلکہ یہ دونوں عظیم نعمتوں میں سے ہیں۔

چوتھی دلیل کا رد:۔

کھانے کے اذن سے اگر لازم آتا ہے کہ یہ ختم ہو جائیں گے تو اسی کی مثل ان چوپایوں میں لازم آئے گا جن کا کھانا جائز ہے حالانکہ ان کے ساتھ بھی احسان کیا گیا۔

جواب: ان میں فرق موجود ہے جن کے کھانے سے احسان کی تصریح ہے اسے ان پر قیاس نہیں کیا جا سکتا جن کی سواری اور زینت کے احسان کا ذکر کیا گیا ہے تو لازم ممنوع ہے۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہ اسلامی ہے ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا استدلال از قرآن:۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ وہ گھوڑوں کا گوشت مکروہ جانتے اور پڑھتے "وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ" اور فرماتے کہ یہ کھانے کے لئے "وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ" فرماتے یہ سواری کے لئے ہیں۔ یہ صحابی ائمہ زبان میں سے ہیں اور ان کا مقام قرآنی علوم میں معلوم ومسلم ہے۔(شرح زرقانی:۳۔۱۲۲،۱۲۳)

امام زرقانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآنی استدلال کا ذکر کیا ہے۔ یہ بھی اس مسئلہ میں نہایت ہی قابل توجہ ہے۔ امام قاسم بن قطلوبغا (ت:۸۷۹ھ) نے امام ابوالحسن کرخی (ت:۳۴۰ھ) کی مختصر سے سند کے ساتھ اس آیت مبارکہ "وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ" کی تفسیر میں نقل کیا:

سئل لحوم الخيل فكرهها وتلا هذه الآية

کہ ان سے گھوڑے کے گوشت کے بارے میں سوال ہوا تو اسے مکروہ قرار دیتے ہوئے انہوں نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی۔

انہوں نے ہی حضرت سعید بن جبیر سے نقل کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے آکر پوچھا "آكل لحم الفرس؟" (کیا گھوڑے کا گوشت کھایا جا سکتا ہے؟) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیات مبارکہ تلاوت کیں:

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۂ نحل:۵ تا ۸)

اور چوپائے پیدا کیے ان میں تمہارے لئے گرم لباس اور منفعتیں ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو اور تمہارا ان میں تجمل ہے جب انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ اُٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ اس تک نہ پہنچتے مگر ادھ مرے ہو کر بے شک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہوں اور زینت کے لئے اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے☆

مسند ابن ابی شیبہ میں الفاظ ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما گھوڑے، خچر اور گدھے کے گوشت کو مکروہ قرار دیتے اور یہ پڑھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ'' تو یہ کھانے کے لئے ہے۔ پھر یہ آیت پڑھتے: ''وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا'' فرماتے یہ سواری کے لئے ہیں۔ ان کی موافقت حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہما کے شاگرد امام حکم بن عتیبہ یہ آیت پڑھتے: ''وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ'' اور فرماتے: اس سے مراد اُونٹ، گائے اور بکری ہے۔ اور فرمایا: ''وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ'' اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو کھاؤ اور ان میں منافع بھی ہیں۔ پھر فرمایا: ''وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا'' تو انہیں کھانے کے لئے نہیں بنایا گیا۔ گویا امام حکم یہ کہتے تھے کہ گھوڑا، خچر اور گدھے کا گوشت اس آیت میں حرام قرار دیا ہے۔ انہی کی موافقت حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن سرجس اور ابو طفیل رضی اللہ عنہم کے شاگرد حضرت قتادہ نے بھی کی ہے۔ حضرت معمر حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی ''وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً'' اور اس کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ نے انہیں تمہاری سواری کے لئے پیدا کیا ہے اور انہیں اس نے تمہارے لئے زینت بنایا ہے۔

اس کے بعد امام قاسم بن قطلو بغا لکھتے ہیں کہ یہ استدلال یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چوپایوں کے نفع کا ذکر کیا اور اسے خوب خوب بیان کیا تو فرمایا: ''وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ'' پھر گھوڑے، خچر اور گدھے کا ذکر کیا اور ان کے منافع سواری اور زینت کو بیان کیا۔ اگر کھانا ان کے بڑے منافع میں سے ہوتا تو اس کا ذکر بھی کیا جاتا جیسے کہ چوپایوں کے منافع کا ذکر آیا ہے۔ (حکم الاسلام فی لحوم الخیل: ۳۸تا۴۲)

آگے چل کر فرماتے ہیں: اس آیت مبارکہ سے استدلال دو طرح سے ہے:

پہلی وجہ:۔

گھوڑے، خچر اور گدھے کو جمع کیا ان دونوں کو جمع کرنا اس پر دلیل ہے کہ ان دونوں کی خلقت سے مطلوب میں مساوات ہے اور خچر اور گدھے میں سواری اور زینت ہے کھانا نہیں، اسی طرح گھوڑے کا معاملہ ہوگا۔

دوسری وجہ:۔

ان الله سبحانه وتعالیٰ قال: "لِتَرْكَبُوهَا" وهذا لام "الغرض" أو لام "الأجل" يعني: لأجل أن تركبوها. خرج ذلك مخرج الامتنان على عبيده، ومنة الأكل فوق منّة الركوب، ولا يحسن من الحكيم أن يمتن بأدنى النعمتين وترك أعلاهما. فتركه يدل على عدم اباحة الأكل (ايضاً:۴۴)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: "لِتَرْكَبُوْهَا" یہ لام غرض یا لام اجل ہے یعنی اس لئے پیدا کیا کہ تم اس پر سواری کرو اور اس کا بیان بندوں پر بطور احسان کیا اور کھانے کا احسان سواری کے احسان سے بڑا ہوتا ہے اور حکیم ذات سے یہ فعل اچھا نہیں کہ وہ چھوٹی نعمت کا احسان جتلائے اور بڑی کو چھوڑ دے اور اس کا چھوڑ دینا کھانے کی عدم اباحت وجواز پر دلیل ہے۔

کچھ اعتراضات کا جواب:۔

شیخ قاسم بن قطلوبغا نے اس پر وارد اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے:۔

پہلا اعتراض: کھانے کا تذکرہ اس لئے نہیں کہ اعلیٰ، ادنیٰ کے ذکر سے بطریق اولیٰ سمجھ آجاتا ہے۔

جواب: یہ اس وقت درست ہوتا ہے جب بیان بطریق اشارہ وکنایہ ہو اور زیر نظر معاملہ تفصیلی بیان کے قبیلہ سے ہے کیونکہ ارشاد الٰہی " وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ" پھر اس پر عطف ڈالا "وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ" اگر مراد وہی ہوتا جو تم نے ذکر کیا تو "وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ" پر اکتفاء کرلیا جاتا اور منافع میں سے کوئی شے ذکر نہ کی جاتی۔ جب فرمایا: "لِتَرْكَبُوْهَا" تاکہ تم اس پر سواری کروتو ثابت ہوگیا کہ معطوف علیہ میں معطوف حکم کے علاوہ ہے۔ (ایضاً:۴۶)

احادیث مبارکہ سے استدلال:۔ امام احمد نے روایت کیا:

حدثنا يزيد بن عبد ربه ثنا بقية بن الوليد حدثني ثور بن يزيد عن صالح بن يحي بن المقدام بن معديكرب عن ابيه عن جده عن خالد بن الوليد قال: نهى رسول الله ﷺ عن اكل لحوم الخيل والبغال والحمير

ہمیں یزید بن عبد ربہ نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ ہمیں بقیہ بن ولید نے حدیث بیان کی،

انہوں نے کہا مجھے ثور بن یزید نے حدیث بیان کی ، از صالح بن یحی بن مقدام بن معدیکرب ،از والد خود، از جد خود، از حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔

اور اس حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔وہاں الفاظ یہ ہیں:

سمعت رسول الله ﷺ قال: لايحل أكل لحوم الخيل والبغال والحمير

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حلال نہیں ہے۔

امام دار قطنی نے کہا:

:ثنا ابن مبشر نا احمد بن سنان. القطان.نا محمد بن عمر الواقدی نا ثور بن يزيد عن صالح بن يحي بن المقدام بن معديكرب عن أبيه عن جده عن خالد بن الوليد أن رسول الله ﷺ: "نهى يوم خيبر عن أكل لحوم الخيل والبغال والحمير وكل ذی ناب من السبع أو مخلب من الطير"

ہمیں ابن مبشر نے حدیث بیان کی ، انہوں نے کہا ہمیں احمد بن سنان القطان نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہمیں محمد بن عمر واقدی نے ، انہوں نے کہا ہمیں ثور بن یزید نے حدیث بیان کی از صالح بن یحی بن مقدام بن معدیکرب ، از والد خود، از جد خود، از حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھوڑے، خچر، گدھے، ہر نوکیلے دانت والے جانور یا پنجے سے حملہ کرنے والے پرندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

نیز امام دار قطنی نے کہا:

حدثنا عبد الغافر بن سلامة حدثنا يحي بن عثمان نا محمد بن حمير حدثني ثور بن يزيد عن صالح بن يحي بن المقدام أنه سمع جده يقول: أقمت أنا وبضعة عشر رجلاً من قومي يومين أو ثلاثة لم نذق طعاماً وقد ربطوا برذونة ليذبحوها . فأتيت خالد بن الوليد فأعلمته الذى كان منا فى أمر البرذونة فقال: لو ذبحوها لسؤتك ثم قال: حرم رسول الله ﷺ يوم خيبر أموال المعاهدين وحمر الانس وخيلها وبغالها . ثم أمر بمدين أو مد من طعام .الشك من يحي .وقال : اذا أتتنا سرية فاطلعنا (اعلاء السنن: ۱۷۔۱۶۰ تا ۱۶۲)

ہمیں عبد الغافر بن سلامہ نے حدیث بیان کی ، انہوں کہا کہ ہمیں یحیٰ بن عثمان نے ، انہوں نے کہا ہمیں محمد بن حمیر نے ، انہوں نے کہا مجھے ثور بن یزید نے حدیث بیان کی از صالح بن یحیٰ بن مقدام ، انہوں نے اپنے دادا کو فرماتے ہوئے سنا: میں اور میری قوم کے دس سے کچھ زیادہ لوگ دو دن یا تین دن ٹھہرے رہے ۔ہم نے کوئی کھانے کی چیز نہ چکھی اور انہوں نے ایک گھوڑے کو ذبح کرنے کے لئے باندھ رکھا تھا تو میں حضرت خالد بن ولید کے پاس آیا تو میں نے ان کو گھوڑے کو ذبح کرنے کے حوالے سے آگاہ کیا، تو آپ نے فرمایا: اگر وہ اس کو ذبح کرتے ۔پھر فرمایا: خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے معاہدین کے اموال اور گھریلو گدھے اور گھریلو گھوڑے اور خچر کو حرام قرار دیا۔پھر آپ رضی اللہ عنہ نے گندم کے ایک مُد یا دو مُد ہمیں دینے کا حکم دیا اور فرمایا: جب ہمارے پاس مجاہدین کا قافلہ واپس آئے تو ہمیں آگاہ کر دینا

پیش کردہ احادیث پر اعتراضات کے جوابات :۔

پہلا اعتراض: صالح بن یحیٰ ضعیف راوی ہیں ۔ امام بخاری کہتے ہیں ، اس میں نظر ہے ۔موسیٰ بن ہارون کے بقول صالح اور ان کے والد معروف نہیں ۔ ابن حزم کہتے ہیں ، وہ اور ان کے والد دونوں مجہول ہیں اور گھوڑے کے گوشت کی حرمت والی حدیث میں دلیل ضعف یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید بلا اختلاف خیبر کے بعد اسلام لائے اور یہ حدیث خیبر کے دن سے متعلق ہے ۔(التہذیب)

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ صالح بن یحیٰ کی ابن حبان نے توثیق کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ خطا کرتے ہیں ۔ممکن ہے کہ امام بخاری نے اس روایت پر ان کی جرح پر اعتماد کیا ہو اور عنقریب آرہا ہے کہ جرح کی کوئی وجہ موجود نہیں ، اسی طرح کا معاملہ ان کے والد یحیٰ کا ہے کہ انہیں امام ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے ۔

دوسرا اعتراض : یہ حدیث سند اور متن میں اضطراب رکھتی ہے؟

جواب: پہلے سند کے اضطراب کو لیجیے ۔صحیح وہی ہے جس کو بقیہ نے روایت کیا اور واقدی اور سلیمان بن سلیم نے علی بن بحر کی روایت میں ذکر کیا اور جسے محمد بن حمیر نے روایت کیا کہ انہوں نے اپنے جد سے سنا تو یہ ان کا وہم ہے ۔ اس کا منشاء یہ ہے کہ صالح نے یا ثور نے روایت میں اختصار سے کام لیتے ہوئے ''**عن جده**'' کہہ دیا تو اس سے ابن حمیر کو وہم ہو گیا کہ یہ انہوں نے اپنے جد سے سنا ہے تو بطور وہم اسے روایت کر دیا۔ باوجود یکہ محمد بن حمیر میں کلام ہے اور جسے محمد بن ہارون بلخی نے

روایت کیا ہے وہ روایت میں اختصار یا خطا ہے کیونکہ وہ بہت ہی ضعیف ہیں۔

ہمارے قول پر دلیل یہ ہے کہ محمد بن حرب سے احمد بن عبد الملک نے روایت کرتے ہوئے کہا "عن صالح عن جدہ" اور ان سے علی بن بحر نے روایت کیا اور کہا "**عن صالح عن ابیه عن جده**" یہ اس پر دلیل ہے کہ یہ اختلاف از قبیل اضطراب نہیں بلکہ اختصار کی وجہ سے ارسال ہے۔

آیئے اب متن میں اضطراب کی طرف: تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمام روایات اس پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے کے گوشت سے منع فرمایا۔ اختلاف اس میں ہے کہ صحابہ کھانے پر مجبور تھے یا گوشت کے محتاج تھے تو یہ اختلاف امر خارج میں ہے جو ہمیں نقصان نہیں دیتا تو متن کا اضطراب بھی ختم ہو گیا۔

تیسرا اعتراض: روایت میں یہ آیا ہے کہ خالد بن ولید کہتے ہیں: مجھے خیبر کے دن اس اعلان کا حکم دیا گیا جبکہ خالد اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے کیونکہ یہ بلا اختلاف خیبر کے بعد اسلام لائے۔

جواب:۔ اس کا یہ ہے کہ ان کا بلا اختلاف یہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ خود اس قائل نے خالد کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کی خیبر میں موجودگی میں اختلاف ہے تو انہوں نے یہاں یہ کیسے کہہ دیا کہ ان کا اسلام لانا بلا اختلاف خیبر کے بعد ہے۔ جب اختلاف ہے تو اس عذر کی بنا پر روایت کو کیسے چھوڑا جائے گا؟ اگر تسلیم کر لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ خیبر کا ذکر کسی راوی کا وہم ہے تو یہ وہم روایت میں طعن نہیں بنتا کیونکہ یہ مقصود سے امر خارج میں وہم ہے کیونکہ مقصود یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے کا گوشت حرام قرار دیا۔ یہ مقصود نہیں کہ کب حرام کیا اور کیسے حرام کیا؟

چوتھا اعتراض:۔ حضرت خالد کی روایت محدثین کے ہاں متفقہ طور پر ضعیف ہے۔

جواب: یہ دعویٰ قابل تسلیم نہیں کیونکہ امام ابو داؤد نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا کیونکہ انہوں نے کہا کہ یہ منسوخ ہے اور منسوخ حدیث صحت کے بعد ہی ہوتی ہے۔ امام نسائی نے اس کے ضعف پر جزم ویقین کا اظہار نہیں کیا۔ اس لئے کہ انہوں نے لکھا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو منسوخ ہے۔ لہذا ضعف حدیث پر محدثین کے اجماع کا قول درست نہیں۔

پانچواں اعتراض:۔ یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معارض ومخالف ہے کیونکہ انہوں نے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑوں کے گوشت کی رخصت عطا فرمائی اور

یہ حدیث خالد سے اصح ہے لہٰذا اسے تقدیم حاصل ہوگی۔

جواب :۔اولاً۔امام ابن اسحاق کہتے ہیں: حضرت جابرؓ خیبر میں موجود نہیں تھے تو ان کی روایت مرسل ٹھہری جبکہ حدیث خالد مسند و متصل ہے لہٰذا اس کو تقدیم حاصل ہوگی۔

ثانیاً: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح طور پر جو ثابت ہے وہ مطلق رخصت ہے وہ خیبر کے دن کے ساتھ مقید نہیں کیونکہ امام محمد بن علی بن حسین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے گھوڑوں کے گوشت میں رخصت عطا فرمائی ہے۔امام بخاری اور دیگر نے نقل کیا ہے لیکن اس میں خیبر کے دن کا ذکر نہیں اور ان سے حضرت عمرو بن دینار نے روایت کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں کا گوشت کھلایا اور گھوڑوں کے گوشت سے منع فرمایا۔اسے امام نسائی نے روایت کیا لیکن یہاں بھی خیبر کے دن کا ذکر نہیں۔ان سے حضرت عطاء نے روایت کیا کہ ہم نے حضور ﷺ کی ظاہری حیات میں گھوڑوں کا گوشت کھایا۔اسے امام طبری اور نسائی نے ذکر کیا لیکن یہاں بھی خیبر کے دن کا ذکر موجود نہیں۔یہ اضافہ فقط ابو زبیر نے کیا ہے۔جب ہم نے اس اضافہ کے منشاء میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فہم میں خطا ہے۔اس لئے کہ جب انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ ﷺ نے خیبر کے دن گدھوں کے گوشت سے منع کیا اور گھوڑوں کے گوشت کی رخصت دی۔انہیں یہ وہم ہو گیا کہ رخصت بھی خیبر کے دن ہی دی گئی اور اسے اپنے فہم کے مطابق روایت کر دیا۔اسی طرح کا وہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی واضح ہے کہ انہوں نے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت اور متعہ نساء سے منع کیا تو راویوں نے یہ خیال کر لیا کہ متعہ نساء کی ممانعت بھی خیبر کے دن ہوئی تو اسے یوں روایت کر دیا کہ آپ ﷺ نے خیبر کے دن متعہ نساء سے منع فرمایا ہے اور اس خطا فہمی پر حافظ ابن حجر نے تنبیہ کی ہے کہ اہل علم نے کہا ہے کہ متعہ نساء خیبر کے دن حرام نہیں ہوا۔یہ راویوں کی خطا ہے لیکن اس خطا پر متوجہ نہ ہو پائے جو روایت جابر میں ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس پر مطلع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جسے چاہے مختص فرمائے۔ابو زبیر کی خطا پر ایک دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے سلمہ بن اکوع سے روایت کیا کہ میں خیبر آیا، ہم نے محاصرہ کیا اور ہمیں شدید بھوک لگی اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح فرما دی تو شام کو بہت ساری ہنڈیوں کے نیچے آگ جلائی تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ آگ کیا ہے اور کس شے پر تم نے جلائی ہے؟ عرض کیا گوشت پر۔فرمایا کونسا گوشت؟ عرض کی گدھوں کا گوشت۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ان ہنڈیوں کو بہا دو۔ مسلم میں یہ الفاظ ہیں کہ ان ہنڈیوں کو توڑ دو اور ان میں جو کچھ ہے اسے بہادو۔(شرح المہذب: ۷۔۹)

یہ اس پر دلیل ہے کہ وہاں گدھوں کے گوشت کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اسی طرح اسے حضرت انس بن مالک، ابوسعید خدری، عبداللہ بن ابی عوف، ابن عمر، براء بن عازب، ابوثعلبہ خشنی، ابو ہریرہ، علی بن ابی طالب اور عرباض بن ساریہ نے بطور اختصار یا طویلاً نقل کیا ہے۔اسی طرح اسے حضرت جابر نے ابوزبیر کی روایت کے علاوہ سے بیان کیا اور کسی نے بھی اس روایت میں یہ نہیں کہا "انهم اكلوا الخيل يوم خيبر او ذبحوها" بلکہ سارے اس پر متفق ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فقط گھریلو گدھوں کا گوشت ہی پکایا اور حضور ﷺ نے اس سے منع کر دیا اس کے بعد کوئی منصف شک نہیں کرے گا کہ ابوزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے یہ خطا کی ہے کہ "انهم اكلوا لحوم الخيل فى ذلك اليوم" (صحابہ نے اس دن گھوڑوں کا گوشت کھایا)

اس روایت کے ضعف کو ایک چیز یہ بھی تقویت دیتی ہے کہ ابن جریج نے ابوزبیر سے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا "اكلنا زمن خيبر لحوم الخيل وحمر الوحش" (ہم نے خیبر کے زمانہ میں گھوڑوں کا گوشت اور وحشی گدھوں کا گوشت کھایا) اور حماد نے ابوزبیر سے انہوں نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا "ذبحنا يوم خيبر الخيل والبغال والحمير" (ہم نے خیبر کے دن گھوڑا، خچر اور گدھے ذبح کیے) یہ اختلاف واضح کر دیتا ہے کہ روایت ابوزبیرؒ سے محفوظ نہیں۔کبھی کہتے ہیں: "اكلنا لحوم الحمر الوحش" کبھی کہتے ہیں "ذبحنا البغال" پھر جب ابو زبیر سے روایت میں خطا ہوئی تو ایک اور خطا سامنے آئی وہ یہ کہ جب حسین بن واقدی نے ابوزبیر سے سنا "انهم اكلوا لحوم الخيل يوم خيبر" اور حضرت عمرو بن دینارؒ سے سنا کہ انہوں نے حضرت جابرؓ سے اور ابن نجیح نے حضرت جابر سے روایت کیا "انهم اكلوا اليوم لحوم الخيل فى عهد النبى" تو یہ مطلق تھا تو انہوں نے مطلق کو مقید پر محمول کیا اور تمام سے قید کے ساتھ روایت کر دیا جیسا کہ ان سے امام نسائی نے نقل کیا اور خیال یہ کیا کہ ابوزبیر اس اضافہ میں منفرد نہیں بلکہ عمرو بن دینار اور عطا بھی ان کے متابع ہیں باوجودیکہ حضرت سفیان نے عمرو بن دینار سے اور عبدالکریم نے حضرت عطاء سے مطلق روایت کیا اور اس میں یوم خیبر کی قید نہیں۔ یہ حسین بن واقد کی خطا ہے جس میں عمرو بن دینار اور عطاء بھی ابوزبیر کے حوالہ سے شریک ہوئے۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ تمام

روایات کا معنیٰ ایک ہی ہے اگر تسلیم کر لیا جائے کہ عمرو بن دینار اور عطا بھی ابو زبیر کے متابع ہیں تو یہی کہا جائے گا کہ انہوں نے بھی ابو زبیر کی طرح خطا کی۔اصح وہی ہے جسے محمد بن علی بن حسین نے ان سے روایت کیا کیونکہ اس روایت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔پھر وہ خطا جو ابو زبیر از جابر میں ہوئی تھی اس کی مثل خالد بن سلیمان بن سلیم اور واقدی وغیرہ کی حدیث میں بھی ہوئی۔

"**ان تحریم الخیل کان یوم خیبر** "(گھوڑے کے گوشت کی حرمت خیبر کے دن ہوئی)

صحیح وہی حدیث ہے جس کو بقیہ نے ثور بن یزید سے انہوں نے صالح عن ابیہ عن جدہ حضرت خالد سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

لا یحل اکل لحوم الخیل والبغال والحمیر (گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت حلال نہیں ہے)

(مسند احمد: ۴۔۸۹)

جیسا کہ اسے امام نسائی اور امام احمد نے روایت کیا اور اس میں یوم خیبر کی قید نہیں۔اسی طرح اسے عمر بن ہارون نے ثور بن یزید سے روایت کیا۔البتہ انہوں نے کہا "**عن یحی عن ابیہ عن خالد**" اور "**صالح**" کو وہم یا اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا اس کے وہم کا منشاء یہ ہے کہ خالد نے روایت میں گھوڑا، خچر اور گدھے کو جمع کیا اور راویوں نے محسوس کیا کہ گدھوں کی حرمت خیبر کے دن ہوئی تو انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ خچر اور گھوڑے کی حرمت بھی اسی دن ہوئی تو ان کو یوم کی قید کے ساتھ روایت کر دیا اور ممکن ہے کہ یہ وہم خود صالح کو ہوا تو انہوں نے اسے کبھی اختصاراً اور کبھی طویل ذکر کیا لیکن ان کی عدالت کے ثبوت کے بعد یہ وہم ان کی روایت کو ساقط نہیں کر سکتا کیونکہ یہ وہم مقصود سے خارج میں ہوا ہے۔

خلاصہ کلام اس کا یہ ہے کہ حدیث جابر مثبت ہے کہ صحابہ نے حضور ﷺ کی ظاہری حیات میں گھوڑوں کا گوشت کھایا اور ان تک اس سے ممانعت نہ پہنچی اور حدیث خالد مثبت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کسی وقت میں گھوڑوں کی تحریم کا سنا اور بلا شک گھوڑے ابتداً حرام نہ تھے بلکہ عرب انہیں تناول کرتے تھے تو ثابت ہو گیا کہ حدیث جابر ابتدائی حلت کی مثبت اور حدیث خالد اس کے بعد حرمت کی مثبت ہے تو یہ حدیث جابرؓ کے لیے ناسخ بنے گی۔

حدیث خالد رضی اللہ عنہ کی صحت:۔

ان ائمہ نے جس حدیث سے استدلال کیا اسے امام ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

نهى رسول الله ﷺ عن لحوم الخيل والبغال والحمير

رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔

امام بدرالدین عینی (ت:۸۵۵ھ) اس پر گفتگو کرتے ہوئے یہ سوال اٹھاتے ہیں، حدیث جابر صحیح جبکہ حدیث خالد میں سند ومتن میں کلام کیا گیا ہے تو اعتماد صحت اور کثرت روایات کی وجہ سے اباحت وجواز کی احادیث پر کیا جائے گا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: اس روایت کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت سے معارضہ ہے لیکن حدیث جابر حلت پر اور یہ روایت حرمت پر دلیل ہے تو ترجیح حرمت والی روایت کو ہوگی۔

سند حديث خالد جيد، ولهذا لما أخرجه ابو دائود سكت فيه عنه، فهو حسن عنده، وقال النسائي: أخبرنا اسحاق بن ابراهيم اخبرني بقية حدثني ثور بن يزيد عن صالح... فذكره بسنده، وقد صرح فيه بقية بالتحديث عن ثور، وثور حمصي أخرج له البخاري وغيره. وبقية اذا صرح بالتحديث كان السند حجة، قاله ابن معين وأبو حاتم و أبو زرعة والنسائي وغيرهم، خصوصاً اذا كان الذى حدث عنه بقية شامياً. وقال ابن عدى: اذا روى بقية عن اهل الشام فهو ثبت، وصالح وثقه ابن حبان، وأبوه يحي ذكره الذهبي قال، وثق، وأبوه مقدام بن معديكرب صحابي. فاذا كان كذلك صحت المعارضة، فاذا تعارضا يرجح المحرم، فان قلت: ادعى بعضهم أن حديث خالد منسوخ بحديث جابر. لانه قال فيه: وأذن وفي لفظ: ورخص، قلت: لايصح الاستدلال على النسخ بقوله: أذن، أو رخص، لانه يحتمل أن يكون اذنه في حالة المخمصة اذهي اغلب احوال الصحابة، رضي الله تعالى عنهم وفي (الصحيح) انهم ماوصلوا الى خيبر الا وهم جياع، فلا يدل على الاطلاق..

فان قلت: لو كانت الاباحة للمخمصة لما اختصت بالخيل، قلت: يمكن ان يكون في زمن الاباحة بالفرس ما أصابوا البغال والحمير. فان قلت قال ابن حزم: في حديث خالد دليل الوضع لأن فيه عن خالد: غزوت مع النبي ﷺ، خيبر، وهذا

باطل، لأنه لم یسلم خالد الا بعد خیبر بلا خلاف، قلت: لیس کما قال، بل فیه خلاف، فقیل: هاجر بعد الحدیبیة، وقیل: بل کان اسلامه بین الحدیبیة وخیبر، وقیل: اسلم سنة خمس بعد فراغ رسول الله ﷺ من بنی قریظة،

حضرت خالد کی حدیث کی سند جید ہے یہی وجہ ہے کہ جب امام ابوداؤد نے اسے نقل کیا تو خاموشی اختیار کی تو ان کے ہاں یہ روایت حسن ہے۔امام نسائی نے اس کی سند یوں بیان کی ہے: "**أخبرنا اسحاق بن ابراہیم اخبرنی بقیة حدثنی ثور بن یزید عن صالح**---" اس میں بقیہ نے ثور سے روایت بیان کرنے پر تصریح کی ہے اور ثور حمصی سے امام بخاری اور دیگر محدثین نے روایت لی ہے بقیہ جب حدیث بیان کرنے کی تصریح کریں تو سند حجت ہوتی ہے۔اسے امام ابن معین، ابو حاتم، ابو زرعہ، نسائی اور دیگر محدثین نے بیان کیا خصوصاً جبکہ بقیہ کسی شامی سے حدیث بیان کرے۔امام ابن عدی لکھتے ہیں جب بقیہ اہل شام سے روایت کریں تو وہ مضبوط ہے اور صالح کی توثیق ابن حبان نے کی ہے اور ان کے والد یحیٰ کا ذہبی نے ذکر کر کے توثیق کی ہے اور ان کے والد مقدام بن معدیکرب صحابی رسول ہیں۔جب صورت حال یہ ہو تو دونوں احادیث میں معارضہ درست ہے۔جب ان میں تعارض ہے تو حرمت والی روایت کو ترجیح ہوگئی۔

سوال: بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ حدیث خالد حدیث جابرؓ سے منسوخ ہے کیونکہ اس میں لفظ "**اذن**" اور ایک روایت میں لفظ "**ورخص**" ہے (آپ ﷺ نے رخصت دی) اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ "**اذن**" اور "**رخص**" سے نسخ پر استدلال درست نہیں کیونکہ ممکن ہے یہ اجازت شدید بھوک کی حالت میں ہو کیونکہ یہ اغلب طور پر حالت صحابہ تھی اور صحیح روایت میں ہے کہ جب وہ خیبر پہنچے تو شدید بھوکے تھے تو یہ چیز اطلاق اور ہر حال پر دلالت نہیں کرتی۔سوال: اگر اباحت مجبوری کی وجہ سے تھی تو گھوڑوں کے ساتھ اسے خاص کیوں کیا گیا؟ جواب: ممکن ہے گھوڑوں کی اباحت کے وقت خچر اور گدھے موجود نہ ہوں۔سوال: ابن حزم کہتے ہیں: حدیث خالد کے موضوع ہونے پر خود اس میں دلیل موجود ہے کہ اس میں حضرت خالد نے بیان کیا۔

وکانت الحدیبیة فی ذی القعدة سنة ست وخیبر بعدها سنة سبع، ولو سلم أنه أسلم بعد خیبر فغایة ما فیه أنه أرسل الحدیث ومراسیل الصحابة فی حکم الموصول المسند، قاله ابن الصلاح وغیره (عمدة القاری: ۱۷_۳۳۱،۳۳۲)

کہ میں حضورﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں شریک ہوا جبکہ یہ چیز باطل ہے کیونکہ خالد بلا اختلاف خیبر کے بعد مسلمان ہوئے۔ جواب: معاملہ یوں نہیں جو ابن حزم نے بیان کیا بلکہ اس میں اختلاف ہے۔ ایک قول ان کی حدیبیہ کے بعد ہجرت کا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ان کا اسلام حدیبیہ اور خیبر کے درمیان ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ ان کا اسلام بنی قریظہ سے حضورﷺ کے فارغ ہونے کے بعد پانچویں سال میں ہے جبکہ حدیبیہ سن ٦ھ ذوالقعدہ میں اور غزوہ خیبر اس کے بعد ۷ھ میں ہوا۔ اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ وہ خیبر کے بعد اسلام لائے تو زیادہ سے زیادہ اس میں یہ ہے کہ انہوں نے حدیث میں ارسال سے کام لیا حالانکہ صحابہ کی مراسیل متصل وموصول کے حکم میں ہوتی ہیں جیسے امام ابن صلاح اور دیگر اہل اُصول نے بیان کیا۔

حضرت ملا علی قاری (ت: ۱۰۱۴ھ) حدیث خالد پر گفتگو کرتے ہوئے مخالفین کی طرف سے یہ نقل کرتے ہیں:

وان علماء الحديث اتفقوا على أنه حديث ضعيف ۔ قال ابو داود : هذا حديث منسوخ ۔ وقال النسائي : حديث الاباحة اصح ، ويشبه ان كان هذا صحيحاً ان يكون منسوخاً ، واحتج الجمهور بأحاديث الاباحة التي ذكرها مسلم وغيره ، وهي صحيحة صريحة ، ولم يثبت في النهي حديث صحيح ۔

علمائے حدیث اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔ امام ابو داؤد نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ حدیث اباحت اصح ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہو تو منسوخ ہوگی۔ جمہور اہل علم نے ان احادیث اباحت سے استدلال کیا ہے جن کا امام مسلم وغیرہ نے کیا اور وہ صحیح وصریح ہیں اور ممانعت پر کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں۔

اس کا رد کرتے ہوئے لکھا:

ولا يخفى أن مانقله عن أبي داود ، والنسائي مخالف لدعواه من اتفاق المحدثين على أنه حديث ضعيف ، فانه لو كان ضعيفاً لما احتاجوا الى القول بنسخه ، مع أن قول النسائي حديث الاباحة أصح صريح في أن حديث التحريم صحيح ، واذا ثبت أنه صحيح عند المجتهدين فلا يلتفت الى قول احد من المتاخرين أن حديث معارضه أصح لعروض الفساد في الاسناد ، مع أنه قد يختص باسناده ومن القواعد المقررة أنه اذا اجتمع دليل الحرمة والاباحة فترجح الحرمة احتياطاً وأما

دعوی النسخ مع کونہا مشترکة فتحتاج الی بیان التاریخ من تقدیم احدہما علی الآخرہ. وھو مفقود غیر موجود. ثم ظاھر الآیة من ادراج الخیل مع البغال والحمیر یقوی الحدیث ویؤیدہ

(مرقاۃ المفاتیح: ۷۔۴۰۰)

جو کچھ امام ابوداؤد اور نسائی نے نقل کیا ہے وہ اس دعویٰ کے مخالف ہے کہ محدثین کا اس حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے کیونکہ اگر یہ ضعیف ہوتی تو وہ اس کے نسخ کا قول نہ کرتے جبکہ امام نسائی کا قول کہ حدیث اباحت اصح ہے۔ اس بارے میں صریح ہے کہ حدیث تحریم صحیح ہے۔ (السنن الکبریٰ: ۴۸۲۴)

جب یہ ثابت ہو گیا کہ مجتہدین کے ہاں یہ حدیث صحیح ہے تو اب کسی متاخر کے قول کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی کہ معارض حدیث سند میں عارض فساد کی وجہ سے اصح ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ سند کے ساتھ خاص ہے اور یہ مسلمہ ضابطہ ہے کہ جب دلیل حرمت واباحت جمع ہو جائیں تو بطور احتیاط حرمت کو ترجیح ہوتی ہے۔ رہا دعویٰ نسخ باوجودیکہ وہ مشترک ہونے کے بیان تاریخ کا محتاج ہے کہ ان دونوں میں سے کون پہلے ہے اور وہ مفقود ہے موجود نہیں، پھر آیت گھوڑے کو خچر اور گدھوں کے ساتھ شامل کرنے پر ظاہر ہے جو حدیث کو تقویت اور تائید دے رہی ہے۔

دوسرے مقام پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کہ ان رسول اللہ نہی عن اکل لحوم الخیل والبغال والحمیر "کے تحت لکھا:

فی ادماج الخیل مع المحرمین اتفاقاً تقویة لحرمته، واشارة الی موافقة الایة الشریفة وھی قوله تعالیٰ "وَا لْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْہَا وَزِیْنَةً" ولذا قال ابو حنیفة: بحرمة لحمه مستدلاً بالکتاب والسنة، وبأنه آلة ارھاب العدو فلا یوکل احتراماً له، ولھذا یضرب له سھم فی الغنیمة۔ ولان فی اباحته تقلیل الجھاد (رواہ ابو داود والنسائی)۔ وکذا ابن ماجة۔ قال المنذری: الحدیث ضعیف، وقال أبو داود: ھذا منسوخ لأنه اکل لحم الخیل جماعة من الصحابة ذکرہ الجزری، والظاھر أن قوله لأنه الخ علة للضعف والنسخ وھو غیر مستقیم

فان اكلهم لحم الخيل اما مقدم فهو منسوخ، واما مؤخر فيحمل على أنه ما بلغهم الحديث (مرقاۃ المفاتیح:۷۔۷۲۲)

گھوڑے کو دو متفقہ محرمات کے ساتھ شامل کرنا اس کی حرمت کو تقویت دے رہا ہے اور آیت مبارکہ کے حدیث کے موافق ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ "**وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً**" اسی لئے امام ابوحنیفہ نے گھوڑے کے گوشت کی حرمت کا کتاب وسنت سے استدلال کی وجہ سے کہا ہے۔اور اس لئے کہ یہ دشمن کو ڈرانے کا آلہ ہے لہذا اسے احتراماً نہیں کھایا جائے گا اور اسی وجہ سے مال غنیمت میں اس کے لئے حصہ مقرار کیا جاتا ہے اور اس لئے کہ اس کو مباح کرنے میں جہاد کی قلت کا خطرہ ہے۔اسے امام ابو داوٗد، نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔ امام منذری نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور امام ابو داوٗد نے کہا کہ یہ منسوخ ہے کیونکہ گھوڑوں کا گوشت کھانا جماعت صحابہ سے ثابت ہے۔ظاہر یہی ہے کہ ان کا قول "**لانه** ۔۔الی آخرہ" ضعف اور نسخ کی علت ہے جبکہ یہ درست نہیں کیونکہ ان صحابہ کا گھوڑے کا گوشت کھانا پہلے تھا تو وہ منسوخ ہے یا بعد میں تھا تو اس کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ ان کو ارشاد نبوی ﷺ نہیں پہنچا۔

علامہ علاؤالدین بن علی بن عثمان ماردینی (ت:۷۴۵ھ) نے اس روایت پر امام بیہقی کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

هذا الحديث اخرجه ابو دائود و سكت عنه فهو حسن عنده وقال النسائى انا اسحاق بن ابراهيم اخبرنى بقية اخبرنى ثور بن يزيد عن صالح فذكره بسنده وقد صرح فيه بقية بالتحديث عن ثور وثور حمصى اخرج له البخارى وغيره وبقية اذ صرح بالتحديث عن ثقة كان السند حجة كذا قال ابن معين و ابو حاتم و ابو زرعة والنسائى وغيرهم خصوصاً اذا كان الذى حدث عنه بقية شامياً قال ابن عدى صاحب الكامل اذا روى بقية عن اهل الشام فهو ثبت ـ وصالح ذكره ابن حبان فى الثقات وابوه يحى ذكره الذهبى فى الكاشف وقال وثق وابوه المقدام بن معديكرب صحابى فهذا سند جيد (جوہر النقی:۹۔۳۲۸)

یہ حدیث امام ابوداوٗد نے روایت کر کے اس پر سکوت اختیار کیا تو یہ ان کے ہاں حسن ٹھہری۔امام نسائی

نے اس سند سے اسے ذکر کیا "**انا اسحاق بن ابراہیم اخبرنی بقیة اخبرنی ثور بن یزید عن صالح**" اس میں بقیہ نے حدیث بیان کرنے کی ثور سے تصریح کی ہے اور ثور حمصی ہے جس سے امام بخاری اور دیگر محدثین نے روایت کیا۔ بقیہ جب ثقہ سے حدیث بیان کرنے کی تصریح کرے تو سند حجت ہوتی ہے جیسا کہ یہ بات امام ابن معین، ابو حاتم، ابوزرعہ، نسائی اور دیگر محدثین نے بیان کی۔ خصوصاً جبکہ بقیہ کسی شامی سے حدیث بیان کرے۔ شیخ ابن عدی صاحب کامل کہتے ہیں کہ جب بقیہ اہل شام سے بیان کرے تو وہ پختہ ہوتا ہے اور صالح کا ذکر ذہبی نے "الکاشف" میں کیا اور لکھا کہ ان کی توثیق کی گئی ہے۔ ان کے والد مقدام بن معدیکرب صحابی ہیں تو یہ تمہارے سامنے سند جید موجود ہے۔

حدیث جابر سے بھی تائید:۔

امام طحاوی، ابوبکر رازی اور ابومحمد بن حزم نے عکرمہ بن عمار از یحی بن ابی کثیر از ابوسلمہ از حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا:

نہی رسول اللہ ﷺ عن لحوم الحمر والخیل والبغال (فتح الباری:۹۔۵۶۱)

رسول اللہ ﷺ نے گھریلو گدھوں، گھوڑے اور خچر کے گوشت سے منع فرمایا۔

یہ حدیث جابرؓ حدیث خالدؓ کی طرح ہے اور دونوں سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حضور ﷺ نے گھوڑے کے گوشت سے اسی طرح منع فرمایا جیسے گھریلو گدھوں کے گوشت اور خچر سے منع کیا اس کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت جابرؓ کی روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کے گوشت میں رخصت دی وہ اس میں متفرد ہیں تو ضروری ہے اس کو سخت بھوک کی حالت پر محمول کر لیا جائے۔

جاری ہے۔۔۔

اسلامی نظریاتی کونسل

ادارہ ایک نظر میں

اسلامی نظریاتی کونسل کا ایک مختصر تعارف، مقاصد، اہداف، طریق کار، اور آئینی حیثیت

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ — اپنا نسخہ حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں:

سیکرٹری اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان ۴۶......اتاترک ایونیو G-5/2 اسلام آباد